سوال

(926) کیا عام حالات میں صلوۃ التسبیح پڑھنا سنت سے ثابت ہے؟

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مکرمی و محترمی، جناب مولانا حافظ ثناء اللہ مدنی صاحب ''الاعتصام (ج: ۵۱، شمارہ ۱۸، مجریہ ۱۴، مئی ۹۹ء میں ''احکام ومسائل'' کے تحت ''صلوۃ التسبیح'' کے متعلق آپ نے فرمایا ہے کہ ''عام حالات میں صلوۃ التسبیح پڑھنا سنت سے ثابت ہے...الخ'' (ص: ۸) حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ حدیث سنداً ضعیف ہے۔ خود رسول اللہ ﷺ سے اس کا پڑھنا ثابت نہیں ہے۔ امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ نے اس کی اسناد کے بارے میں 'کھٹک'' کا اشارہ فرمایا ہے اگرچہ اس کے متعدد موصول و مرسل طُرق موجود ہیں لیکن بقول حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ حاکم کی تصحیح اور ابن الجوزی کے دعویٰ وضع میں تساہل ہے۔ حاکم، ذہبی، ابن حجر اور البانی وغیرہم رحمہم اللہ نے تعدد طرق و شواہد کی بناء پر اس کی جو تحسین کی ہے وہ محدثین کے محض اس گمان پر مبنی ہے کہ چونکہ یہ حدیث متعدد طُرق سے وارد ہے۔ لہٰذا ایسا محسوس ہوتا ہے، کہ اس کی کوئی نہ کوئی اصل ضروری ہے۔ حالانکہ اگر اس مفروضہ کو تسلیم کیا جائے، تو متعدد ضعیف؟ بلکہ موضوع احادیث متعدد طُرق کی بناء پر حسن قرار پاجائیں گی۔ مثلاً حدیثِ طہر۔ حالانکہ امام ابن الجوزی رحمہ اللہ نے ''العلل المتناھیۃ'' میں اس کے سولہ طُرق بیان کیے ہیں اور ابن مردویہ نے بیس طرق، مگر ابن طاہر نے اسے موضوع قرار دیا ہے۔ دوسری مثال 'مَن کُنتُ مَولَاہُ فَعَلِیٌّ مَولَاہُ، اور 'طَلَبُ العِلمِ فَرِیضَۃٌ' (سنن ابن ماجہ، بَابُ العِلمِ العَامِ الَّذِی لَا یَسَعُ البَالِغَ العَاقِلَ جَہلُہُ، رقم: ۲۲۵) وغیرہ بھی موجود ہیں۔ لہٰذا اس مسلک مفروضہ کی بناء پر صلوۃ التسبیح کو ''حسن'' ہی نہیں سنت ثابتہ قرار دینا کہاں تک درست ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاۃ والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

نمازِ تسبیح کی صحت میں اہل علم کا اختلاف ہے، علماء کی ایک جماعت نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے جن میں سے ابن العربی، نووی نے شرح المھذب میں، ابن قیم، ابن عبد الہادی، مزی، ابن حجر نے التلخیص میں اور ابن جوزی نے اس کو موضوعات میں شمار کیا ہے اور کہا ہے کہ اس میں موسیٰ بن عبدالعزیز مجہول ہے۔ جب کہ دوسرے گروہ نے اس کو صحیح یا حسن کہا ہے ان میں سے ابوبکر الآجری، ابو محمد عبدالرحیم مصری، حافظ ابوالحسن مقدسی، ابوداؤد صاحب سنن، مسلم صاحب صحیح، حافظ صلاح الدین اعلائی، خطیب، ابن صلاح، سبکی، سراج الدین بلقینی، ابن مندہ، حاکم، منذری، ابوموسیٰ مدینی، زرکشی اور نووی نے تہذیب الاسماء واللغات میں، ابوسعید سمعانی، حافظ ابن حجر نے فی الخصال المکفرۃ اور اَمالی الاذکار میں، ابومنصور دیلمی، بیہقی، دارقطنی اور دیگر اہل علم رحمہم اللہ نے بھی اس پر صحت یا تحسین کا حکم لگایا ہے۔

علامہ ابوالحسن عبیداللہ مبارکپوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ''میرے نزدیک حق اور درست بات یہ ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث ضعیف نہیں چہ جائیکہ اس پر من گھڑت یا جھوٹی ہونے کا حکم لگایا جائے، بلکہ بلاشبہ میرے نزدیک یہ حسن درجہ سے کم نہیں بلکہ یہ بھی بعید نہیں کہ شواہد کی بنا پر اس حدیث کو صحیح لغیرہ قرار دیا جائے۔'' پھر آپ نے

معترضین کے اعتراضات کا جائزہ پیش کرکے اس کو قابلِ حجت قرار دیا ہے۔ (مرعاۃ المفاتیح: ۲/۲۵۳) حدیث ہذا پر تفصیلی گفتگو کے لیے ملاحظہ ہو کتاب اللآلی المصنوعۃ از علامہ سیوطی اور تحفۃ الاحوذی۔

علامہ البانی رحمہ اللہ ''مشکوٰۃ'' کے حاشیہ پر فرماتے ہیں:

'فان للحدیث طرقا و شواہد کثیرۃ، یقطع الواقف علیہا۔ فان للحدیث أصلاً أصیلا خلافا لمن حکم علیہ بالوضع أو قال إنہ باطل'

''اس حدیث کے بہت سارے طُرق اور شواہد ہیں۔ ان پر مطلع ہونے والا اس نتیجہ پر پہنچتا ہے، کہ یقیناً اس حدیث کی اصل ہے۔ بخلاف اس کے جس نے اس پر من گھڑت ہونے کا حکم لگایا ہے یا کہا، کہ یہ حدیث باطل ہے۔''

پھر فرماتے ہیں:

''علامہ ابو الحسنات لکھنوی نے 'الآثار المرفوعۃ فی الاخبار الموضوعۃ' (ص: ۳۵۳/۳۷۴) میں کافی تحقیق کی ہے۔ جو بسط و تفصیل چاہتا ہے۔ اسے اس کی طرف مراجعت کرنی چاہیے۔

'فَإِنَّہٗ یُغنِی عَن کُلِّ مَا کُتِبَ فِی ہٰذَا المَوضُوعِ' (۱/۴۱۹)

''اس مسئلہ پر جو کچھ لکھا گیا ہے۔ وہ سب سے کافی ہے۔''

اس ساری بحث سے معلوم ہوا، کہ جن علماء نے ''صلاۃ التسبیح'' کو بدعت قرار دیا ہے۔ ان کا نظریہ مرجوح ہے۔ بلکہ اس کا مسنون ہونا بدلائل قویہ ثابت ہوتا ہے۔ مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو! 'أَجوِبَۃُ الحَافِظِ عَن أَحَادِیثِ المَصَابِیحِ فِی آخرِ المِشکوٰۃ بِتَحقِیقِ الأَلبَانِی'۔

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ حافظ ثناء اللہ مدنی

کتاب الصلوٰۃ: صفحہ: 769

محدث فتویٰ